اُن کو عطا کیے ہیں۔

اسلامی حکومت میں سرمایہ دار اور جاگیردار پیدا ہی نہیں ہوتے اگر ہو جائیں تو وہ قارون کی ذریت نہیں بنتے اور نہ سانپ بن کر اس پر لوٹتے ہیں۔ بلکہ وہ سلیمانی کرتے ہیں۔ ان کی دولت، عوام کے دکھوں کی دوا بنتی ہے۔ اور وہ ایک جگہ جمع ہو کر ڈھیر نہیں بننے پاتی ——— بشرطیکہ اسلامی ریاست کے حکمران خود باخدا اور خدا ترس ہوں۔ ورنہ وہ سرمایہ دار اور جاگیردار کی تخلیق کا باعث بھی بنتے ہیں اور اُن کے خلاق بھی بگاڑتے ہیں ——— اس لیے "مساوات" کا جو موجودہ تصور ہے، اب اس کی تجدید ہونی چاہیے، یعنی عوام کو چاہیے کہ وہ ایک دوسرے کے تولنے میں وقت ضائع نہ کریں۔ بلکہ خود اس حکمران ٹولے کو تولنے کے لیے وقت نکالیں جو اپنی ذات کے سلسلے میں "شرعی مساوات" کی ترازو قائم کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ اگر قوم نے اپنی یہ ترازو درست کر لی تو یقین کیجیے! عوام کو ایک دوسرے کے تولنے اور مساوات کے نعرے لگا کر باہم الجھنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ انھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں ——— ان شاء اللہ آپ یہ نسخہ بھی آزما دیکھیں! جو اصلی چور، حقیقی شاطر، مساوات محمدی کے اصلی اور ازلی دشمن اور سرمایہ داری اور جاگیرداری کے قوی خلاق ہیں۔ وہ سیدھے ہو گئے، اور عوام کی شرعی مساواتی ترازو میں راست آ گئے تو یقین کیجیے! اپنے شہریوں میں آپ کو ایسا سرمایہ دار اور جاگیردار نظر نہیں آئے گا۔ جس کے زہر سے عوام مر سکتے ہوں۔ ورنہ مساوات کے غیر دانشمندانہ تصور کے ہاتھوں آپ سدا عدم مساوات کے شکار رہیں گے۔ ماضی آپ کے سامنے ہے حال کا مشاہدہ کر لیا ہے۔ آئندہ کے تجربات مزید آپ کی آنکھیں کھول دیں گے۔ ملک میں خوشحال عوام، اقتصادی نظام کو زندہ رکھنے کے لیے مفید ہو سکتے ہیں اگر آپ نے ہوش کیا۔

مولانا عبدالغفار حسن
مدینہ منورہ

مساواتِ مرد و زن اور انتخابات

آج کل عورتوں کی آزادی کے نام پر مغربی تہذیب و ثقافت سے مرعوب ہو کر قسم قسم کی بے حجابی اور بے حیائی کے مناظر مسلم ممالک میں نظر آ رہے ہیں۔ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل صورتوں میں وضاحت مطلوب ہے: قرآن و سنت کی روشنی میں ان کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

۱۔ عورتوں کا بے پردہ گھروں سے باہر نکلنا۔

۲۔ درس گاہوں میں، مجالس میں، اجتماعات میں مرد و زن کا اختلاط (میل ملاپ)

۳۔ نامحرم مردوں سے مصافحہ، ملاقات، اور اُن کے ساتھ بغیر کسی محرم کے سفر و حضر میں رفاقت۔

۴۔ مسلمان عورت کا انتخاب میں مردوں کی بھی نمائندہ بن کر حصہ لینا اور بغیر کسی محرم کے نامحرم مردوں کے گھروں اور دفتروں میں ووٹ کے لیے چکر لگانا۔

۵۔ مذہبی، سماجی اور سیاسی مجالس یا مساجد کے اجتماعات میں خوشبو لگا کر بن سنور کر شریک ہونا۔

جواب ——— قسط ۱

قرآن و حدیث کی روشنی میں مذکورہ بالا مرد و زن کے اختلاط کی سب صورتیں ناجائز ہیں۔

مسلمان عورت کا انتخاب میں حصہ لینا، اُمیدوار بن کر کھڑا ہونا فتنہ سے خالی نہیں ہے۔ اس صورت میں نامحرم مردوں سے اختلاط اور میل جول ناگزیر ہے۔ حالانکہ مسلمان خواتین کو پردہ کا حکم دیا گیا ہے۔

ازواج مطہرات کے بارے میں سورۃ احزاب (۲۲) پارہ میں ہے:۔

اذا سألتموهن متاعا فاسئلوهن من وراء حجاب ذالكم اطهر لقلوبكم وقلوبهن (الآية ۵۳)

ترجمہ:۔ جب اُن سے کوئی چیز طلب کرنی ہو تو اوٹ میں ہو کر مانگو، یہ طریقہ کار تمہارے اور ان کے دلوں کے لیے پاکیزہ ہے۔

جب صحابہ کرام اور ازواج مطہرات کو دلوں کی پاکیزگی کی بنا پر یہ حکم دیا گیا ہے تو قیامت تک مسلمان مرد اور خواتین اس قلبی طہارت اور پاکیزگی کے ان سے کہیں زیادہ محتاج ہیں۔

سورۃ احزاب کی دوسری آیت میں فرمایا:

ولستن كاحد من النساء ان اتقيتن فلا تخضعن بالقول فيطمع الذى فى قلبه مرض وقلن قولا معروفا (آیت ۳۲)

(ازواج نبوی سے خطاب ہے) تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم تقویٰ اختیار کرو، تو بات کرتے ہوئے لچک نہ پیدا کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کر ہوس فجور کا مریض (بدنیت الطمع (لالچی) کا شکار ہو جائے، بات کرو تو اچھی بات کرو۔

مطلب یہ ہے کہ ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم عام عورتوں کی طرح نہیں ہیں، ان کا مقام، قیادت و رہنمائی کا ہے۔ اُن کا ہر عمل آئندہ اُمتِ مسلمہ کی خواتین کے لیے نمونہ ہے۔ لہٰذا اُن کا کردار، ان کی سیرت بے داغ ہونی چاہیے۔

اسی بناء پر ایک آیت میں فرمایا۔

"اے نبی کی بیویو! اگر تم میں سے کوئی کھلی ہوئی بے حیائی کی مرتکب ہوئی تو اُسے دوگنا عذاب ہوگا، اور یہ اللہ تعالیٰ پہ آسان ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ تم میں سے جس نے اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول ؐ کی تابعداری کی اور نیک کام کیے اس کو دوہرا اجر ملے گا، اور اس کے لیے ہم نے اچھی روزی تیار کی ہوئی ہے" (سورہ احزاب آیات ۳۰۔۳۱)

سورۃ احزاب کے اخیر میں فرمایا:۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ (آیت ۵۹)

اے نبی اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنے اوپر چادریں لٹکا لیں، (گھونگھٹ نکال لیں) اس طرح ان کی پہچان ہو سکتی ہے اور انہیں کوئی ایذا نہیں پہنچائی جا سکتی "پہچان ہو سکتی ہے" کے معنی ہیں کہ وہ آزاد ہیں۔ باندیاں نہیں ہیں۔

اس آیت کا شانِ نزول (پس منظر) یہ ہے کہ مسلمان آزاد عورتیں گھروں سے جب کسی کام کے لیے نکلتیں تو بدنیت لوگ اُن پہ آوازیں کستے، جب اُن کو اس پر ٹوکا جاتا تو وہ جواب دیتے کہ ہم نے ان کو لونڈیاں سمجھا تھا۔

اس بنا پہ حکم دیا گیا کہ آزاد خواتین گھروں سے باہر نکلیں تو چہروں پر، پورے جسم پہ چادر ڈال لیا کریں، جلباب بڑی چادر کو کہتے ہیں، تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو (مختار الصحاح ص۱۰۱ وتفسیر فتح القدیر جلد ۴ ص۲۹۴)۔

سورۃ احزاب میں بائیسویں پارے کے شروع میں فرمایا: "وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ" (الآیۃ ۳۳) یعنی اپنے گھروں میں ٹکی رہو اور سابقہ جاہلی دور کی طرح بن ٹھن کر اور نمایاں ہو کر باہر مت نکلو،

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کا اصل مقام گھر ہے، جہاں وہ شرم و حیا کے زیور سے آراستہ ہو کر اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت میں مشغول رہتی ہے۔ یہی اندازِ زندگی اس کی سیرت اور کردار کو بناتا ہے۔ اور مہذب اور باادب اولاد اس کی گود میں پروان چڑھتی ہے۔

اسی طرح اجنبی اور نامحرم عورت مرد کے اختلاط اور میل جول کو روکنے کے لیے گھر میں آمد و رفت کے قواعد و ضوابط بھی قرآن حکیم میں بتائے گئے ہیں فرمایا: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ لَعَلَّكُمْ

تُذَكَّرُوْنَ" - (سورۂ نور آیت ۲۷) ۔ "اے ایمان والو اپنے گھروں کے علاوہ دوسرے لوگوں کے گھروں میں گھر والوں سے اجازت لیے بغیر اور اُن کو سلام کیے بغیر داخل نہ ہوا کرو۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔

قرآن مجید میں مذکورہ بالا آیات کے علاوہ دوسری بہت سی آیات ہیں جن سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہوتی ہے کہ عورتوں کا نامحرم مردوں کے ساتھ کھلا ملا ملنا جائز نہیں ہے۔

ذیل میں چند احادیث پیش کی جاتی ہیں، جن سے صاف معلوم ہو سکتا ہے کہ اسلام کا اصل مزاج کیا، وہ مخلوط سوسائٹی چاہتا ہے یا جداگانہ معاشرہ کا حامی ہے۔

اسلام میں نہ صرف عام مجالس میں بلکہ عبادت جیسے مقدس عمل کو ادا کرتے ہوئے بھی مردوں اور عورتوں کے اختلاط کو ناپسند کیا گیا ہے۔

۱۔ عن انس رضی اللہ عنہ قال " صلیت انا ویتیم فی بیتنا خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم وام سلیم خلفنا " (الصحیح للبخاری مع فتح الباری جلد ۲ ص ۲۱۲، الصحیح للمسلم کتاب الصلوٰۃ)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اپنے گھر میں میں نے اور ایک یتیم نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کی اور ام سلیم رضی اللہ عنہا (حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ) نے ہماری پچھلی صف میں نماز باقتداء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادا کی۔" (باقی آئندہ)

اعلان

ادارہ علوم اسلامی نے امام حرم کعبہ اور ان کا تاریخی خطاب شائع کیا ہے۔ شائقین دو روپے پچاس پیسے کے ڈاک کے ٹکٹ ارسال کر کے حاصل کریں۔

ملنے کا پتہ: ادارہ علوم اسلامی یمن آباد۔ جھنگ صدر

تعزیراتِ اسلام — مولانا برق التوحیدی

اسلام کا قانون قصاص

قسط (۹)

قولہ: قاضی صاحب موصوف نے دفعہ ۶ ش ۱۲ میں لکھا ہے کہ "مرد اور عورت کے درمیان نفس سے کم میں قصاص جاری نہ ہوگا" (ترجمان القرآن جلد ۹۰ ع ۴ ص ۲۱)

اقول: اس مسئلہ میں احناف اور مالکیہ و شوافع کے درمیان اختلاف ہے اور اس اختلاف کی اصل بنیاد اس بات پر ہے کہ کیا عورت اور مرد کے اعضاء میں مماثلت ہے یا نہیں؟ احناف کے نزدیک یہ مماثلت مفقود ہے جب کہ جمہور کے نزدیک مماثلت و مساوات موجود ہے۔ احناف اپنے موقف کی تائید میں یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ چونکہ مرد و زن کے اعضاء کی دیت میں فرق ہے لہٰذا مساوات نہ رہی۔ اب ہم دیکھنا یہ چاہتے ہیں کہ کونسا موقف صحیح اور قرین شریعت ہے لیکن تفصیل سے قبل یہ بات ذہن نشین رہے کہ احناف بھی مرد و زن میں بحیثیت نفس مساوات تسلیم کرتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ جب مرد و زن باعتبار نفس آپس میں مساوات رکھتے ہیں تو اعضاء جو کہ نفس کے تابع ہیں ان میں مساوات نہ ہو۔ لیکن مرد و عورت کے اعضاء میں عدم مماثلت کو ناقص و تام اعضاء پر قیاس کرنا یقیناً غلط مبحث ہی نہیں بلکہ علم و آگہی سے ناآشنائی کا نتیجہ ہے کیونکہ یہاں تو عدم مماثلت مبنی بر جنس ہے جب کہ وہاں جنس کے اعتبار سے قطع نظر صفات ظاہریہ کو معتبر سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ جو مماثلت معتبر ہے وہ ظاہری ہے اسی وجہ سے یمنی، یسری اور ناقص و کامل کا فرق کیا جاتا ہے اور دوسری عدم مماثلت دین کی بنا پر ہو سکتی ہے۔

قولہ: قصاص لیتے وقت تمام ورثاء کا موجود ہونا ضروری ہے کیونکہ ہو سکتا ہے جو ولی غائب ہو وہ معاف کر دے (دفعہ ۵ ش ۴)

اقول: لیکن جب موصوف کو یہ تسلیم ہے کہ ایک وارث باقی ورثاء کی طرف سے باجازت